

حدیث وائل رضی اللہ عنہ میں ”تحت السرة“ کے الفاظ؟

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ
فِي الصَّلَاةِ [تَحْتَ السُّرَّةِ].

”میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو
بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھا۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 390/1)

اس حدیث میں ”تحت السرة“ (ناف کے نیچے) کی زیادت بے اصل ہے۔ یہ
الفاظ مصنف ابن ابی شیبہ کے انتہائی ناقص، غیر معتبر اور غیر متداول نسخہ کے ہیں، اس کا نسخ
مجهول اور نامعلوم ہے، یہ نسخہ مکتبہ محمودیہ مدینہ میں موجود ہے، اس کے مالک محمد عابد سندھی
حنفی (۱۲۵۷ھ) تھے، بعد میں یہ نسخہ ان کی اولاد کی ملکیت میں آگیا، جنہوں نے اسے مکتبہ
محمودیہ کے لیے وقف کر دیا۔

❁ مصنف ابن ابی شیبہ کے دو محققین حمد بن عبد اللہ اور محمد بن ابراہیم حیدان

نے اس نسخہ کے بارے میں لکھا ہے:

هِيَ نُسْخَةٌ كَامِلَةٌ، لَا بَأْسَ بِهَا لَوْلَا مَا فِيهَا مِنَ التَّضَحُّيفَاتِ
وَالسَّقْطِ الْكَثِيرِ

”یہ کامل نسخہ ہے، اس (سے نقل کرنے) میں کوئی حرج نہ ہوتا، اگر اس میں تصحیفات اور بہت زیادہ سقوط نہ پایا جاتا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة، مقدّمة، ص 368، ط مكتبة الرشد)

اس روایت میں ”تحت السرة“ کے الفاظ سب سے پہلے علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی (۸۷۹ھ) نے ذکر کیے۔

✽ علامہ بقاعی رحمہ اللہ (۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ كَذَابًا لَا يَتَوَقَّفُ فِي شَيْءٍ يَقُولُهُ فَلَا يُعْتَمَدُ عَلَى قَوْلِهِ.

”قاسم بن قطلوبغا سخت جھوٹا تھا، اپنی کسی بات پر ٹھہرتا نہیں تھا، لہذا اس کی کہی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔“

(الضوء اللامع للسخاوي: 186/6)

یہ علامہ بقاعی رحمہ اللہ کی گواہی ہے کہ جو علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی کے شاگرد ہیں اور اس قول کو نقل کرنے والے حافظ سخاوی رحمہ اللہ بھی علامہ ابن قطلوبغا کے شاگرد ہیں۔ دونوں شاگرد اپنے استاد کا بہتر جانتے تھے۔ ان کی گواہی سے ثابت ہوا کہ علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ قابل اعتماد نہیں تھے، جھوٹی حدیثیں گھڑ لیتے تھے، لہذا مذکورہ بالا روایت میں ”تحت السرة“ کی زیادت بھی ان کی گھڑنٹل ہے۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ سے پہلے دنیا جہاں میں کسی حنفی یا غیر حنفی عالم نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ ابن قطلوبغا سے پہلے علمائے احناف نے اس مسئلہ میں ضعیف روایات تو پیش کی ہیں، مگر مصنف ابن ابی شیبہ والی مذکورہ بالا روایت پیش

نہیں کی۔ یہ بھی ان الفاظ کے غیر ثابت ہونے کی بڑی دلیل ہے، کیونکہ مصنف تو ہر دور میں متداول رہی ہے، تمام علما اس کتاب سے مستفید ہوتے رہے ہیں، لیکن کسی نے بھی اس روایت میں ”تحت السرة“ کے الفاظ نقل نہیں کیے۔ آخر کیوں؟

✽ علامہ نیوی حنفی (۱۳۲۲ھ) فرماتے ہیں:

أَلْإِنْصَافُ أَنَّ هَذِهِ الزِّيَادَةُ، وَإِنْ كَانَتْ صَحِيحَةً لَوْ جُودَهَا فِي أَكْثَرِ النُّسخِ مِنَ الْمُصَنِّفِ، لَكِنَّهَا مُخَالَفَةٌ لِرَوَايَاتِ الثَّقَاتِ، فَكَانَتْ غَيْرَ مَحْفُوظَةٍ فَالْحَدِيثُ، وَإِنْ كَانَ صَحِيحًا مِّنْ حَيْثُ السَّنَدِ، لَكِنَّهُ ضَعِيفٌ مِّنْ جِهَةِ الْمَتْنِ .

”انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ زیادت اگرچہ مصنف کے اکثر نسخوں میں موجود ہونے کی وجہ سے صحیح ہے، مگر یہ ثقہ راویوں کی روایات کے خلاف ہے، لہذا غیر محفوظ ہے۔..... لہذا یہ حدیث اگرچہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے، مگر متن کے لحاظ سے ضعیف ہے۔“

(التعليق الحسن، ص 91)

یاد رہے کہ علامہ نیوی صاحب کا متعدد نسخوں میں اس زیادتی کے ثابت ہونے کا دعویٰ مبنی بر حقیقت نہیں ہے۔ ”تحت السرة“ کے الفاظ کی یہ زیادت مصنف ابن ابی شیبہ کے کسی معتبر نسخہ میں موجود نہیں ہے، جب سرے سے ان الفاظ کا وجود ہی نہیں، تو ثقات کی روایت کے مخالف کیسے؟

تنبیہ:

اگر کوئی کہے کہ علامہ نیوی صاحب نے اپنی اس عبارت سے رجوع کر لیا تھا اور تعلیق

التعلیق میں لکھا ہے:

تُقْبَلُ هَذِهِ الزِّيَادَةُ وَيَقَعُ التَّرْجِيحُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ مُعَارِضِهَا، لِأَنَّ
هَذِهِ الزِّيَادَةَ أَرْفَعُ سَنَدًا مِّنْ رِّوَايَةٍ عَلَى الصَّدْرِ الَّتِي أَخْرَجَهَا
ابْنُ خَزِيمَةَ.

”یہ زیادت مقبول ہے۔ اس حدیث کو معارض حدیث پر ترجیح حاصل ہو جائے
گی، کیونکہ اس روایت کی سند بہ نسبت ابن خزیمہ کی سینے والی روایت کی سند
کے زیادہ بہتر ہے۔“

(تعلیق التعلیق، ص 91)

جب ”تحت السرة“ کی زیادت مصنف ابن ابی شیبہ کے کسی معتبر نسخہ میں موجود ہی
نہیں، سب سے پہلے علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی نے اسے دنیا میں متعارف کرایا، اس سے
پہلے یہ الفاظ موجود نہ تھے، تو اسے ”علی الصدر“ کے الفاظ پر ترجیح دینے کا کیا معنی؟
حنفی علما نے بھی اس روایت میں ”تحت السرة“ کی زیادت کو مشکوک اور غیر ثابت
قرار دیا ہے۔

✽ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

فِي الْمُصَنَّفِ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ : تَحْتَ السُّرَّةِ، فَاضْطَرَبَتْ
الرِّوَايَةُ جِدًّا، وَأَوَّلُ مَنْ نَبَّهَ عَلَى تِلْكَ الزِّيَادَةِ الْأَخِيرَةِ الْعَلَامَةُ
الْقَاسِمُ بْنُ قُطْلُوبُغَا، ثُمَّ إِنَّ لَفْظَ : تَحْتَ السُّرَّةِ، لَمْ يَوْجَدْ فِي
بَعْضِ نُسَخِهِ، فَظَنَّ الْمَلَّا حَيَاةَ السَّنْدِهِیُّ أَنَّهُ وَقَعَ فِيهِ سَقْطٌ

وَحَذَفُ، ثُمَّ صَارَ مَتْنُ الْأَثَرِ مَرْفُوعًا.
قُلْتُ : وَلَا عَجَبَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ، فَإِنِّي رَاجَعْتُ ثَلَاثَ
نُسَخٍ لِلْمُصَنَّفِ، فَمَا وَجَدْتُهُ فِي وَاحِدَةٍ مِّنْهَا.

”مصنف ابن ابی شیبہ میں ”تحت السرة“ کے الفاظ ہیں، یہ روایت سخت
اضطراب کا شکار ہے۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی (۸۷۹ھ) نے سب سے
پہلے ان الفاظ کی زیادتی بیان کی، پھر ”تحت السرة“ کے الفاظ مصنف ابن ابی
شیبہ کے بعض نسخوں میں نہیں پائے گئے، ملا حیات سندھی کا خیال ہے کہ اس
حدیث میں سقط اور حذف واقع ہوا ہے، پھر یہی (قول تابعی کے) الفاظ
مرفوع حدیث کا متن بن گئے۔ میں (انور شاہ) کہتا ہوں: ایسا ہو جانا کوئی
تعجب والی بات نہیں، کیونکہ میں نے مصنف ابن ابی شیبہ کے تین نسخوں کا
مراجعہ کیا ہے، لیکن کسی نسخہ میں بھی مجھے یہ الفاظ نہیں ملے۔“

(فیض الباری: 2/267)

❁ مفتی تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”لیکن احقر (مفتی تقی عثمانی) کی نظر میں اس روایت سے استدلال کمزور ہے،
اول تو اس لیے کہ اس روایت میں ”تحت السرة“ کے الفاظ مصنف ابن ابی
شیبہ کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ملے، اگرچہ علامہ نیموی نے ”آثار السنن“ میں
متعدد نسخوں کا حوالہ دیا ہے کہ ان میں یہ زیادتی مذکور ہے، تب بھی اس زیادتی کا
بعض نسخوں میں ہونا اور بعض میں نہ ہونا اس کو مشکوک ضرور بنا دیتا ہے۔“

(درس ترمذی: 2/23)

جب یہ زیادتی کسی معتبر نسخے میں موجود نہیں ہے، بقول مفتی تقی صاحب کسی معتبر مطبوعہ نسخے میں بھی نہیں مل سکی، جس کی بنا پر انہوں نے اس حدیث کو مشکوک اور اس سے استدلال کو کمزور قرار دیا ہے، پھر بھی بعض لوگوں نے تحریف سے کام لیتے ہوئے مصنف کے بعض مطبوعہ نسخوں میں ”تحت السرة“ کے الفاظ بڑھا دیئے ہیں، آخر ایسا کیوں ہے؟ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا وائل بن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ صحیح حدیث نماز میں ہاتھ باندھنے پر تو دلیل ہے، مگر ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر دلیل نہیں، کیونکہ اس میں ”تحت السرة“ کی زیادت بے اصل ہے۔

